قربانی
فضیلت واہمیت
ڈاکٹر حبیب الرحمٰن
ڈائریکٹر جنرل
سیرت ریسرچ سینٹر، کراچی

فضیلت واہمیت

ڈاکٹر حبیب الرحمٰن

DBF سیرت ریسرچ سینٹر، ڈیفنس کراچی، پاکستان

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: قربانی فضیلت و اہمیت

مؤلف: ڈاکٹر حبیب الرحمٰن

پروف ریڈنگ:

زیر سرپرستی: محمد عمران قریشی اطال اللہ عمرہ

سنِ اشاعت: 2015ء، بمطابق

تعداد: 1000

ناشر: DBF سیرت ریسرچ سینٹر، کراچی، پاکستان

فہرست

قربانی

لفظ قربان قُرب سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے قریب ہونا۔ تو گویا قربانی اللہ عَزَّوَجَلَّ سے قریب ہونے کا ایک ذریعہ ہے کہ جو لوگ صدق دل سے خلوص کے ساتھ قربانی کرتے ہیں وہ لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے قریب ہوتے جاتے ہیں۔

اصطلاح میں قربانی سے مراد مخصوص جانور کو مخصوص ایام میں متعلقہ شرائط کے ساتھ قرب الٰہی کے لیے ذبح کرنا ہے۔

عید قربان کا معنی ہے وہ عید جو اپنے اندر قربانی کی خاصیت رکھتی ہے۔ اگر کوئی شخص 10 ذی الحج میں قربانی کرتا ہے تو اس عمل کی برکت بندے کو اللہ کے اتنا قریب کر دیتی ہے کہ کوئی اور عمل اتنا قرب عطا نہیں کرتا۔

قربانی کا حکم

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْؕ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۠۝۳ [1]

ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو (ہر خیر و فضیلت میں) بے انتہا کثرت بخشی ہے☆، ☆کوثر سے مراد حوضِ کوثر یا نہرِ جنت بھی ہے اور قرآن اور نبوت و حکمت بھی، فضائل و معجزات کی کثرت یا اصحاب و اتباع اور امت کی کثرت بھی مراد لی گئی ہے۔ رفعتِ ذکر اور خلقِ عظیم بھی مراد ہے اور دنیا و آخرت کی نعمتیں بھی، نصرتِ الٰہیہ اور کثرتِ فتوحات بھی مراد ہیں اور روزِ قیامت مقامِ محمود اور شفاعتِ عظمیٰ بھی مراد لی گئی ہے۔ پس آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں (یہ ہدیہ تشکّر ہے)، بیشک آپ کا دشمن ہی بے نسل اور بے نام و نشاں ہوگا۔

(1) القرآن، سورۃ الکوثر 108:1-3

اس سورۃ میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے سب سے پہلے اس بات کا ذکر فرمایا کہ ہم نے نبی اکرم صاحب لولاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں اور پھر ہم انہیں یہ حکم فرمارہے ہیں کہ وہ میرے لیے نماز پڑیں اور قربانی کریں، اس ترتیب سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے اور اس کے بعد قربانی ہے۔

قربانی کیا ہے؟

حضرت زید بن ارقم رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیاہیں؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تمہارے والد حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی سنّت ہے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لیے اس میں کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ہر بال کے برابر نیکی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا بھیڑ کے بال آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بھیڑ کے بال کے ہر سوت کے برابر نیکی ہے۔[2]

قربانی اس شخص پر واجب ہے جو مسلمان ہو، آزاد ہو، غلام نہ ہو، مقیم ہو، مسافر نہ ہو، اگر حالت سفر میں نفلی طور پر قربانی کی جائے تو ثوابہو گا اگر کوئی بھیڑ، بکری قربانی کے ارادے سے خریدی مگر قربانی کا دن آنے سے پہلے سفر درپیش آجائے تو اسے بیچا جاسکتاہے۔ جو شخص استطاعت رکھتاہو، یعنی اتنی آمدنی ہو کہ معمولی گزر بسر کے بعد بقدر نصاب بچ جائے۔ یہ بھی ایکرائے ہے کہ اس کاروبار سے اتنی آمدنی ہو کہ ایک مہینے کا خرچ، خوراک نکل آئے اگرچہ سامانِ خانہ وقف کا ہو تو بھی قربانی واجب ہے۔

قبولیت کا قربانی کا معیار

قربانی کی قبولیت میں جو چیز کار فرما ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں حسن نیت اور صدق و اخلاص ہے عمل اگر صدق و اخلاص کی بناپر ہو تو وہ قلیل تر ہی کیوں نہ ہو انسان کا درجہ بلند تر کر دیتاہے جبکہ وہی عملاگر صدق و اخلاص، نیک نیتی اور للّٰہیت سے خالی ہو تو خواہ وہ پہاڑوں کی طرح کیوں نہ ہو خدا کی

(2) مشکوۃ شریف

بارگاہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا کہ اگر ایک مسلمان دکھاوے کی نیت سے بہت بڑے اور کثرت سے جانور خریدے تاکہ لوگ متاثر ہوں اور یہ کہیں کہ وہ بہت بڑا آدمی ہے۔ لوگوں کی نظروں میں بہت بڑا ہونا تو دکھایا جاسکتا ہے لیکن خدا کے ہاں ایسا شخص بڑا نہیں ہوتا۔ عین ممکن ہے کہ خدا کے ہاں پچھلی صف پر بیٹھا ہوا وہ آدمی بڑا ہو جس میں قربانی کرنے کی سکت بھی نہ ہو لیکن اس کا دل چاہ رہا ہو کہ میرے پاس دولت ہوتی تو میں خدا کی رضا کے لیے قربانی کرتا۔ وہ قربانی نہ کرسکے لیکن اس کو اللہ کی بارگاہ میں وہ اجر مل جائے جو ریاکاری کی قربانی کرنے والے کو کبھی میسر نہ ہو۔

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی قربانیوں کے لیے عمدہ جانور تلاش کرو کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

نعمت الاضحيّة الجذع من الضان.[3]

ترجمہ: سب سے اچھی قربانی دنبے کے چھوٹے بچے کی ہے۔

حضرت امام احمد نے روایت کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: افضل قربانی وہ ہے جو بہ اعتبار قیمت اعلیٰ ہو اور خوب فربہ ہو۔

عید الاضحیٰ کے دن سب سے اچھا عمل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روای تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کے دن انسان کے اعمال میں سب سے زیادہ پسندیدیہ خون بہانا ہے۔ اور بے شک وہ جانور قیامت کے دن اپنی سینگ، بال اور کھر کے ساتھ آئے گا اور بے شک خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے تو اسے (قربانی کو) دل کی بھلائی کے ساتھ کرو۔[4]

(3) مشکوۃ شریف

(4) مشکوۃ شریف

قربانی کی فضیلت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! اُٹھو اور اپنی قربانی کے پاس چلی جاؤ اس کے گرنے والے خون کے پہلے قطرے کے ذریعے ہر صغیرہ گناہ سے بخشش مل جائے گی اس کے خون اور گوشت کو لایا جائے گا اور ستر گنا کر کے تیرے ترازو میں رکھ دیا جائے گا۔ (یہ سن کر) ابو سعید نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ آلِ محمد ﷺ کے ساتھ خاص ہے وہ اس نیکی کے ساتھ مخصوص ہونے کے لائق ہیں یا کہ آل محمد ﷺ کے لیے خاص اور مسلمانوں کے لیے عام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ آلِ محمد ﷺ کے لیے بالخصوص ہے اور باقی مسلمانوں کے لیے بالعموم ہے۔[5]

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے خوش دلی سے طالب ثواب ہو کر قربانیکی وہ جہنم کی آگ سے حجاب (روک) ہو جائے گی۔[6]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو روپیہ عید کے ن قربانی میں خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیارا نہیں۔[7]

ہم دین و دنیا کی ضروریات کے لیے اکثر اوقات کچھ نہ کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں اور من جانب اللہ ہمیں اس پر اجر کثیر عطا کیا جاتا ہے لیکن اللہ کے حکم کو مانتے ہوئے خلوص دل سے جو روپیہ قربانی کے جانور خریدنے کے لیے خرچ کیا جائے اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ روپیہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔

(5) بیہقی، السنن الکبریٰ، کتاب الضحایا، باب یستحب للمرء من یتولی ذبح نسکہ، 9: 476، رقم: 19141

(6) طبرانی

(7) طبرانی

قربانی نہ کرنے والے کے لیے وعید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس میں وسعت ہو اور وہ (عید الاضحیٰ کے دنوں میں) قربانی نہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔[8]

ہمارے نبی ﷺ ساری کائنات کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے اس کے باوجود سرکار ﷺ کا غضب تو دیکھو ارشاد فرماتے ہیں: استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ اللہ اکبر!

اب جو لوگ صاحب استطاعت ہونے کے باوجود قربانی نہیں کرتے اس حدیث سے درس حاصل کرتے ہوئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرنا چاہیے اور خلوص کے ساتھ اللہ عزوجل کے لیے قربانی کرنی چاہیے۔

حضور ﷺ اور قربانی

حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بقر عید کے دن سینگ والے چتکبرے خصی کیے ہوئے دو مینڈھے ذبح کیے، فرمایا: جب آپ نے ان کو قبلہ رُو لٹا دیا تو فرمایا:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴿۷۹﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴿۱۶۲﴾ لا شريك لهو بذلك امرت وانا اول المسلمين منك ولك عن محمد و امته بسم اله والله اكبر.

ترجمہ: بیشک میں نے اپنا رُخ (ہر سمت سے ہٹا کر) یکسوئی سے اس (ذات) کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بے مثال پیدا فرمایا ہے اور (جان لو کہ) میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، فرما دیجئے کہ بیشک میری نماز اور میرا حج اور قربانی (سمیت سب بندگی)

(8) ابن ماجہ

اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ پھر ذبح فرمایا۔

حضور اقدس ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹوں کی قربانی دی چونکہ قربانی انسانی جان کے بدلے جان دینا ہے اور یہ مسئلہ معلوم ہے کہ کسی سے قتل خطا ہو گیا تو اس کا فدیہ سو اونٹ ہو گا۔ شریعت میں ایک دن کا بدلہ سو اونٹ ہیں تو گویا سید دو عالم ﷺ نے اپنی جانن کے بدلے سو اونٹ قربان کر دیئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح کیے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذبح کروائے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ تریسٹھ اونٹ خود ذبح کرنے م یں اس طر فاشارہ تھا کہ تریسٹھ برس میری عمر ہے۔ ہر سال کا ایکاونٹ تو قربانی ایک خیر اور برکت کا عمل ہے۔

حدیث: حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ عید قربان کے دن مدینہ کے مقام بقیع کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دو رکعت عید کی نماز پڑھی اور پھر ہماری طرف رُخ کر کے ارشاد فرمایا:

ہماری سب سے پہلی عبادت اس دن کے لیے یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد واپس لوٹیں اور ذبح کر کے قربانی کریں جو اس ترتیب سے عمل پیرا ہو گا وہ ہمارے طریقہ کے موافق ہے اور جس ے اس سے پہلے ذبح کیا اس نے اپنے کنبہ کے لیے یہ جلدی کی جس سے عبادت کا کوئی دخل نہیں ہے۔[9]

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دس برس مدینہ میں رہے، دسویں سال قربانی کرتے رہے۔[10]

حدیث: حضرت ابو امامہ صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں قربانی کے جانوروں کو موٹا کیا کرتے تھے اور باقی مسلمانبھی اس طرح کیا کرتے تھے۔[11]

(9) صحیح بخاری: ج-1، ص: 133

(10) جامع ترمذی

(11) بخاری شریف

حدیث: حضرت عبد اللہ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں عید کے دن اونٹ کی قربانی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربانی نہ کرتے تو عید گاہ میں قربانی کر لیا کرتے تھے۔[12]

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر اونٹ کی قربمانی کی سات شخصوں کی طرف سے اور گائے کی قربانی تھی ساتھ شخصوں کی طرف سے۔[13]

حدیث: حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے کہ عید قربان آگئی۔ پس ہمسے کئی لوگوں نے دو دو اور تین تین موٹے اور پلے ہوئے دنبے دے کر انکے بدلے ایکسال کی عمر کا ایک ایک بکرا خریدنا شروعکیا۔ اتنے میں مزینیہ کا ایک صحابہ روایت کرنے لگا کہ ہم ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید قربان آگئی، پس لوگوں نے دو دو، تین تین، دنبوں کے عوض سال بھر کی عمر کا ایکا یک جانور طلبکیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
کہ موٹا اور پلا ہوا اس درجہ میں ہے، جس درجہ میں دو دانت والا ہو۔[14]

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ عید قربان آگئی، ہم سات اشخاص نے ایک گائے میں شرکت کی۔[15]

حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما کی قربانی

ترمذی میں حضرت اخنش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ دو مینڈھے کی قربانی کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(12) سنن نسائی
(13) جامع ترمذی
(14) سنن نسائی
(15) ترمذی

نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حضور کی طرف سے قربانی کرو لہٰذا میں حضور کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

اس حدیث پاک سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہم اپنے مرحومین کے نام سے اگر قربانی کریں گے تو اللہ عزوجل اس کا ثواب انہیں ضرور عطا فرمائے گا۔ لہٰا ہم میں سے جو حضرات صاحب استطاعت ہیں انہیں چاہیے کہ اپنے مرحومین کے نام سے بھی قربانی کریں۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک اونٹنی تھی، اس وقت غالباً تین سو دینار اشرفی گویا تین سو پونڈ اس کی قیمت لوگ دے رہے تھے کہ اسے فروخت کردیں۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ میری سواری ہے تم پر فروخت کروں تو اپنے لیے اسے کیوں نہ سواری بناؤں کہ قبر سے محشر تک لے جائے تو بہتر سے بہتر مال کی قربانی کرتے تھے۔

قربانی کا مقصد

یعنی قربانی کا مقصد اپنی زندگی رب کی رضا کے مطابق گزارنے اور اس کے حکم پر اپنی جان، مال اور اولاد کو قربان کرنا، قربانی کا مقصد حقیقی ہے۔

قربانی کب سے شروع ہوئی؟

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ط ○ (16)

ترجمہ: اور ہم نے ہر امت کے لئے ایک قربانی مقرر کر دی ہے تاکہ وہ ان مویشی چوپایوں پر جو اللہ نے انہیں عنایت فرمائے ہیں (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں۔

پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کرنے کا رواج بہت پہلے سے چلا آرہا ہے، مگر قبل از سلام اس کی صورت دوسری تھی، وہ اس طور پر کہ جو قربانی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتی

(16) القرآن، سورۃ الحج 34:22

تھی تو ایک سفید رنگ کی بغیر دھوئیں والی آگ شراٹے مارتی ہوئی آسمان سے اترتی تھی اور مقبول قربانی کو جلا کر خاک کر جاتی تھی، جسے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ حتیٰ کہ لوگ جھگڑے کی صورت میں اپنی حقانیت بھی اسی طرح ثابت کرتے تھے کہ جو سچا ہوتا تھا اس کی قربانی کو آگ جلا جاتی تھی، جھوٹے کی قربانی یوں ہی پڑی رہتی تھی، چنانچہ جب ہابیل و قابیل عقلیمہ نامی ایک عورت کے بارے میں جھگڑے کہ وہ کس کے لیے حلال ہے تو ان دونوں نے قربانیاں پیش کیں جسے انہوں نے پہاڑ پر رکھدیا تھا، ہابیل کی قربانی قبول ہوئی کہ اسے غیبی آگ جلا گئی، قابیل کی قربانی رد کر دی گئی اسی طرح رہی، مگر امت محمدیہ ﷺ کو یہ بھی ایک خصوصیت حاصل ہے کہ وہ اپنی قربانی کے گوشت کو خود کھاسکتے ہیں۔

حضرت ابرٰہیم علیہ السلام کا خواب

اللہ تبارک و تعالیٰ آنحضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کے واقعے کو قرآن مقدس میں اس طرح بیان فرمایا:

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿١٠١﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ [17]

ترجمہ: پس ہم نے انہیں بڑے بُردبار بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کی بشارت دی، پھر جب وہ (اسماعیل علیہ السلام) ان کے ساتھ دوڑ کر چل سکنے (کی عمر) کو پہنچ گیا تو (ابراہیم علیہ السلام نے) فرمایا: اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں سو غور کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔

مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھویں ذوالحجہ کی رات کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کیجیے، جب صبح کو اٹھے تو سارا دن اسی شش و پنج میں گزرا کہ نا علوم یہ حکم واقعی من جانب اللہ ہے یا وسوسہ ہے، اسی لیے اس دن کا نام یوم الترویۃ (سوچ کا دن) ہے۔ پھر نویں ذی الحجہ کو خواب میں اسی طرح کا حکم سنا تو صبح کو اٹھے تو یقین کیا کہ واقعی یہ حکم اللہ کی

(17) القرآن، سورۃ الصافات 37:101-102

طرف سے ہے۔ اسی لیے اس دن کا نام یوم عرفہ (پہچاننے کا دن) ہے۔ پھر یہی خواب دسویں ذی الحجہ کی شب کو دیکھا تو صبح اٹھ کر عزم کیا کہ صاحبزادے کو ضرور ذبح کروں گا، اس لیے اس دن کا نام یوم الاضحیٰ (قربانی کا دن) رکھا گیا۔

انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب

اس بات پر اہل سنّت وجماعت کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب بھی وحی الٰہی ہوا کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاری نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: سب سے پہلے سرکار دوعالم پر جو وحی نازل ہوئی وہ بذریعہ خواب تھی، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی بذریعہ خواب وحی نازل کی گئی کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پر بھیبذریعہ خواب وحی نازل کی گئی کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کریں۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار رہتے ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں ایک مقام پر روایت ہے۔

الانبیاء تنام اعینهم ولا تنام قلوبهم.

ترجمہ: یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل بیدار ہوتے ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہم السلام کی رضامندی

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب کے ذریعے اللہ کی جانب سے یہ حکم ہوگیا کہ وہ اپنے لخت جگر کو اللہ کی راہ میں قربان کردیں تو آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس خواب اور حکم خداوندی سے آگاہ فرمایا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی حکم خداوندی پر رضامندی کے حوالے سے قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے:

قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ (18)

ترجمہ: فرمایا: اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کررہا ہوں سو غور کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ (اسماعیل علیہ السلام نے) کہا: ابّا جان! وہ کام (فوراً) کر ڈالیے

(18) القرآن، سورۃ الصافات 102:37

جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام جانتے تھے کہ ایک نہ ایک دن موت کا آنا یقینی ہے تو کیوں نہ اس جان کو اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے قربان کر دیا جائے اسی لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی جان کی قربانی پیش کرنے پر راضی ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی جانب سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آزمائش اور وہ بھی اتنی عظیم آزمائش کہ ان سے انہیں کی جان کو قربان کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور وہ اپنی جان کو قربان کرنے کے لیے راضی ہیں، محض اس لیے کہ یہ اللہ عزوجل کا حکم ہے اور حکم خدا کی پابندی بندوں کا فریضہ ہوتا ہے۔ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ آزماتا ہے، ہمارا بھی اس دنیا میں امتحان ہوتا ہے، کبھی ہمیں فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، کبھی ہماری نظروں کے سامنے ہمارا لخت جگر، نور نظر دم توڑ دیتا ہے، کبھی ہمیں بیماریوں سے دوچار کر دیا جاتا ہے کبھی مصائب و آلام میں گرفتار کر دیا جاتا ہے اور اس وقت اگر ہم صبر و ضبط کا مظاہرہ کریں تو ہمیں کیا انعام ملے گا اس کے حوالے سے فرمان خداوندی ہے:

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۝ (19)

ترجمہ: خوشخبری سنا دیں، جن پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں: بیشک ہم بھی اللہ ہی کا (مال) ہیں اور ہم بھی اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے پے در پے نوازشیں ہیں اور رحمت ہے، اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

لہٰذا اگر ہم ان فضائل کو پانا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم آنے والی مصیبتوں پر صبر کا مظاہرہ کریں اور اُسوۂ خلیل و اسماعیل علیہما السلام کو اپنانے کی کوشش کریں۔

(19) القرآن، سورۃ البقرۃ 2:155

شیطان کا فریب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار کا قول اور محمد بن اسحاق نے اپنے راویوں کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کر یا تو شیطان نے کہا اگر میں اس وقت ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں کو نہ بہکا سکا تو پھر کبھی ان کی اولادمیں سے کسی کو نہ بہکا سکوں گ۔ یہ ارادہ کر کے وہ مرد کی شکل میں لڑکے کی ماں حضرت ہاجرہ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کیا تم کو معلوم ہے کہ ابراہیم تمہارے بیٹے کو کہاں لے گئے ؟ماں نے کہا دونوں اس گھاٹی سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔ ماں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، وہ تو بیٹے سے بہت پیار کرتے ہیں اور ان کے دل میں بیٹے کی بہت محبت ہے۔ شیطان نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اسماعیل کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ ماں نے کہا کہ اگر ان کے رب نے یہ حکم دیا ہے تو حکم رب کی اطاعت کرنی بہتر ہے۔

شیطان یہاں سے مایوس ہو کر بیٹے کے پاس پہنچا، بیٹا اس وقت باپ کے پیچھے پیچھے جارہا تھا۔ شیطان نے ان سے کہا لڑکے! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے باپ تم کو کہاں لے جارہے ہیں؟ لڑکے نے کہا ہم اس گھاٹی سے گھر کے لیے ایندھن کی لکڑیاں لینے جارہے ہیں۔ شیطان نے کہا کہ نہیں، خدا کی قسم! اس کا مقصد یہ نہیں بلکہ وہ تم کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔ لڑکے نے کہا کیوں؟ شیطان نے کہا اس کا خیال ہے کہ اس کے رب نے اس بات کا حکم دیا ہے۔ لڑکے نے کہا کہ ایسا ہے تو اس کو اپنے رب کے حکم کی اطاعت بسر و چشم کرنی ضروری ہے۔ (یعنی میں بھی اس پر راضی ہوں)۔

جب لڑکے نے شیطان کا مشورہ نہ مانا تو شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور کہنے لگا شیخ! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں ایک کام سے اس گھاٹی میں جانا چاہتا ہوں۔ شیطان بولا خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ شیطان نے خواب میں آکر تم کو اپنے لڑکے کے ذبح کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے، بولے دشمن خدا! میرے پاس سے ہٹ جا، میں ضرور ضرور اپنے رب کے حکم پر عمل کروں گا، شیطان غضب ناک ہو کر لوٹ

گیااور ابراہیم اوران کے گھر والوں کے معاملہ میں کچھ بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اللہ نے ان سب کو شیطان سے محفوظ رکھا۔[20]

شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، قرآن مقدس اور احادیث مبارکہ میں جگہ جگہ اس سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے، کیونکہ شیطااہل ایمان کو ہر نیک کام سے روکنے کی کوشش کرتا ہے، انہیں صراط مستقیم سے بہکا کر غلط راستوں پر ڈال دیتا ہے، انسان کو عیش پرست، حکم عدول اور گناہوں کا عادی بنادیتا ہے، اس نے اللہ کے عظیم پیغمبر کو بھی بہکانے کی کوشش کی تھی مگر جب کوئی شخص مخلص ہوتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تائید ہوتی ہے، حضرت ابراہیم واسماعیل اور ہاجرہ علیہم السلام نے حکم الٰہی کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا تھا اور بے چوں چرا اس اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے تھے، لہٰذا اس عزم و استقلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے انہیں شیطان کے شر سے محفوظ فرمادیا اور وہ حضرت امتحان میں کامیاب ہو گئے۔

ہم بھی اگر شیطان کے شر سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم تمام کارہائے خیر میں عزم واستقلال اور خلوص کا مظاہرہ کریں۔

قربانی کے لیے تیار

اب باپ اور بیٹے کے درمیان کیا معاملہ ہوا اس کو قرآن مقدس بیان فرماتا ہے:

فَلَمَّآ اَسۡلَمَا وَتَلَّهٗ لِلۡجَبِيۡنِ ۝۱۰۳ [21]

ترجمہ: پھر جب دونوں (رضائے الٰہی کے سامنے) جھک گئے (یعنی دونوں نے مولا کے حکم کو تسلیم کر لیا) اور ابراہیم (علیہ السلام) نے اسے پیشانی کے بل لٹا دیا (اگلا منظر بیان نہیں فرمایا)۔

توجب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ۔

---

(20) تفسیر مظہری

(21) القرآن، سورۃ الصافات 103:37

مذکورہ بالا آیت کے تحت صاحب تفسیر مظہری تحریر فرماتے ہیں:

یہ واقعہ منیٰ میں صخرہ کے پاس ہوا، (جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹادیا) حضرت اسماعیل نے عرض کیا: اے ابا! میرے بندھن کس کر باندھنا تاکہ میں تڑپ نہ سکوں اور اپنے کپڑے میری طرف سے سمیٹے رکھنا تاکہ میرا خون اچھل کر آپ کے کپڑے پر نہ پڑ جائے اور اور میرے اَجر میں کمی آجائے اور اس خون کو دیکھ کر میری ماں رنجیدہ ہو جائے اور چھری کو تیز کر لینا اور میرے حلق پر تیزی سے چلادینا تاکہ میرے لیے دشواری نہ ہو کیوں کہ موت سخت چیز ہے اور آپ جب میری ماں کے پاس جائیں تو ان کو میرا سلام کہنا اور اگر آپ میرا کرتا میری ماں کے پاس واپس لے جانا چاہتے ہیں تو لے جائیں اس سے ان کو بڑی تسلی ہو گی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: میرے پیارے بیٹے اللہ کے حکم کی تعمیل کے لیے تو میرا بہت اچھا مددگار ہے۔ پھر بیٹے نے جو کچھ کہا تھا باپ نے ویسا ہی کیا، اول بیٹے کو پیار کیا پھر باندھ دیا اور رونے لگے، پھر اسماعیل علیہ السلام کے حلق پر چھری تیز چلانے لگے لیکن چھری کچھ کاٹ نہ سکی۔ اس کے بعد کیا ہوا، قرآن کریم فرماتا ہے:

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ (22)

ترجمہ: اور ہم نے اسے ندا دی کہ اے ابراہیم!، واقعی تم نے اپنا خواب (کیاخوب) سچا کر دکھایا۔ بے شک ہم محسنوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں (سو تمہیں مقامِ خلّت سے نواز دیا گیا ہے)۔

ایک باپ اپنے بیٹے سے کتنی محبت کرتا ہے، اس کا اندازہ ہر باپ کو ہوتا ہے، ایک باپ اپنے بچوں کی اچھی پرورش کے لیے طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتا ہے، اپنے عزیز شہر یا وطن کو چھوڑ کر دوسرے شہر یا ملک کا سفر کرتا ہے، تاکہ رزق حلال کما کر اپنے بچوں کے لیے دنیاوی آسائش کے سامان مہیا کر سکے، مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا جارہا ہے کہ اپنے بیٹے کو خود اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔ اندازہ لگایئے کتنا دردناک منظر ہو گا اور کیسی دل کو ل ہلا دینے والی کیفیت ہو گی، مگر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے فرزند ارجمند نے صبر وضبط کیا اور مرضی خدا کا لحاظ

(22) القرآن، سورۃ الصافات 104:37

کیا تو آئی ہوئی مصیبت کو اللہ نے دور فرما دیا اور باپ بیٹے کو وہ توفیق عنایت کی جو کسی اور کو نہیں ملی، سارے جہان پر ان کو برتری عطا فرمائی اور ثواب آخرت جو ان کے لیے مقرر فرمایا اس کا اظہار ہی نہیں ہو سکتا۔ ان تمام نعمتوں پر ان دونوں نے اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

جب یہ واقعہ پیش ہوا اس وقت حضرت اسماعیل کی عمر 9 سال کی تھی، 9 سال کا بچہ اتنے شعور و فہم کا مالک ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے لیے آرام و تکلیف دہ چیزوں کے درمیان تمیز کر سکے مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام بغیر کسی چوں چرا اس کے رضامندی کا اظہار کر رہے ہیں اور گلے پر چھری رکھی ہوئی ہے مگر زبان پر حرف شکوہ بھی نہیں لاتے، آخر ایسا کیوں ہے؟ غور کرنے پر ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچپن میں ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایسی ذہنی تربیت فرمائی تھی کہ آپ کے ذہن و دماغ میں حکم خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا جذبہ موجزن تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ نے اللہ کی راہ میں پیاری جان کا نذرانہ پیش کرنے سے دریغ نہ کیا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری پھیرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کس طرح بچا لیا، اس کا ذکر کرتے ہوئے رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے:

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ (23)

ترجمہ: اور ہم نے ایک بہت بڑی قربانی کے ساتھ اِس کا فدیہ کر دیا۔

روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک آواز سنی تو نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا، اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نظر آئے جن کے ساتھ ایک سینگوں والا مینڈھا تھا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے بیٹے کا فدیہ ہے، اس کی قربانی کر دیجیے، اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھی تکبیر کہی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی تکبیر کہی پھر منیٰ کے قربان گاہ میں جا کر مینڈھے کو ذبح کر دیا۔

(23) القرآن، سورۃ الصافات 107:37

نمرود نے قربانی کی

مروی ہے کہ جب نمرود نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار ہو گئی تو عرض کی اے ابراہیم بے شک آپ کا رب بڑا ہے، اب میں اس کے حضور میں قربانی پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لیے ہزاروں جانور ذبح کیے لیکن ایک بھی قبول نہ ہوا اس لئے کہ وہ اپنے برے اعتقاد سے تائب نہ ہوا اور نہ ہی ان بُرے اعمال واحوال سے باز رہا۔

ایمان کت بغیر کوئی عبادت مقبول نہیں اور اگر ایمان سلامت ہے تو عبادت میں کمی اور کوتاہی بھی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ کریم ہے وہ اپنے کرم سے قبول فرمالیا ہے۔ لہٰذا ہم جو نیک اعمال بھی کریں ایمان ونیت کی درستگی کے ساتھ کریں،

قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی واجب ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کہ اگر ان میں سے ایک شرط فوت ہو جائے تو قربانی کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

(1) اسلام یعنی مسلمان ہونا۔ لہٰذا غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں۔

(2) اقامت یعنی مقیم ہونا۔ لہٰذا مساف پر قربانی واجب نہیں۔

(3) تونگری یعنی مالک نصاب ہونا۔ تونگری کا یہ مطلب نہیں کہ بہت مالدار ہو، اس پر زکوٰۃ فرض ہو، بلکہ جو ساڑھے باون تولہ یعنی چھ سو گرام چاندی یا اس کی قیمت کا مالک ہو یا حاجت اصلیہ کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو، جس کی قیمت ساڑھے باون چاندی کی قیمت کے برابر ہو وہ غنی ہے، اس پر قربانی واجب ہے۔

حاجت اصلیہ سے مراد رہنے کا مکان، خانہ داری کے ایسے سامان جن کی حاجت ہو، سواری، خادم ٹھنڈی یا گرمی میں پہننے کے کپڑے، پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلہ۔

حاجت اصلیہ کے سوا اگر کسی کے پاس اتنی قیمت کا سامان بھی ہے، جیسے ٹی وی، ریڈیو، زیورات، ایسے برتن جن کا استعمال نہیں ہوتا، صرف سجانے کی نیت سے رکھے ہیں تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے۔ ہاں جس پر قرض ہے اگر اس کے مال سے قرض کی مقدار تک الگ کریں تو بقیہ مال ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہ ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں۔

(4) حریت یعنی آزاد ہونا۔ لہٰذا غلام پر قربانی واجب نہیں۔

نوٹ: مرد ہونا قربانی کے لیے شرط نہیں بلکہ عورت بھی اگر مالدار (مالک نصاب) ہو تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

چار قسم کے جانور

(1) دُنبہ۔ (2) بکرا۔ (3) گائے۔ (4) اونٹ۔

اسی طرح بھینس کی قربانی بھی جائز ہے کیونکہ وہ پالتو گائے کی قسم میں سے ہے اور وحشی گائے کی قربانی جائز نہیں۔ عیب نہ ہو جس جانور کی قربانی ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس جانور کا عیب سے پاک ہونا ضروری ہے، کیونکہ اس جانور کو ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بطور تحفہ پیش کر رہے ہیں اور کسی عیب دار چیز کو تحفہ میں

یہ جان دعا پڑھ کر جانور ذبح کر دیں، قربانی اپنی جانب سے کریں تو ذبح کے بعد یہ دعا پڑھیں:
الھم تقبل منی کما تقبلت من خلیلک ابراھیم علیہ السلام وحبیبک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی دوسرے کی جانب سے ذبح کریں تو منی کی جگہ من کہہ کر اس کا نام لیں، ذبح کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے یعنی اس کے تمام اعضا سے روح نہ نکل جائے، اس وقت تک ہاتھ، پاؤں نہ کاٹیں اور نہ چمڑا اتاریں۔[24]

(24) بہار شریعت

قربانی کا گوشت اور چمڑا

قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں اور دوسرے شخص مالدار یا فقیر کو بھی دے سکتے ہیں، کھلا سکتے ہیں، بلکہ اس میں سے کچھ کھانا قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تی حصے کیے جائیں، ایک حصہ فقیروں کے لیے، ایک حصہ دوست واحباب کے لیے، ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے، نیز کل گوشت صدقہ کرنا بھی جائز ہے اور سارا گھر ہی کے لیے رکھ لے یہ بھی جائز ہے۔ قربانی کا گوشت تین سے زائد رکھنا بھی جائز ہے۔ جس کے اہل و عیال کثیر ہوں اور وہ صاحب وسعت نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ سارا گوشت اپنے بچوں کے لیے رکھ چھوڑے۔[25]

قربانی کا گوشت کافر کو نہ دیں کیونکہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔ بعض فقہاء نے جو دینے کو جائز قرار دیا ہے وہ ذمی کافر کے لیے ہے اور یہاں کوئی ذمی یا مستأمن نہیں۔

قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتے ہیں نہ مالداروں کو کھلا سکتے ہیں بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کا گوشت خود بھی کھائے، دوست و احباب کو دے، فقیروں کو دے، سارا گوشت فقیروں کو ہی دینا ضروری نہیں، ہاں اگر میت نے وصیت کی تھی تو اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کر دے۔[26]

قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول، رسی، گلے، ہار وغیرہ سب صدقہ کر دے، قربانی کے چمڑے کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کام میں بھی لا سکتے ہیں۔ مثلاً اس کی جائے نماز، تھیلی، مشکیزہ، دستر خوان وغیرہ بنوا کر خود استعمال کریں تو حرج نہیں۔ اگر روپے پیسے کے بدلے قربان کی کھال فروخت کرے تو ان روپیوں پیسوں کو صدقہ کر دے، مدارسِ دینیہ یا فقراء پر صدقہ کرنے کے لیے قربانی کی کھال بیچے تو جائز ہے۔ قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس میں کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتے ہیں۔ مشترکہ جانور ہو تو گوشت وزن سے تقسیم کیا جائے، محض

(25) عالمگیر

(26) بہار شریعت

اندازے اور تخمینے سے تقسیم نہ کریں۔ قربانی کی کھال تعمیرِ مسجد کے لیے بھی دے سکتے ہیں کہ اس میں تملیکِ فقیر شرط نہیں۔[27]

قربانی کے دیگر مسائل

مسئلہ: قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دس ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے، نہ ناخن ترشوائے۔

مسئلہ: مسافر پر اگرچہ قربانی واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کر سکتا ہے، ثواب پائے گا۔ حج کرنے والے جو مسافر ہیں ان پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہوں تو واجب ہے جیسا کہ مکہ کے رہنے والے حج کریں تو چوں کہ وہ مسافر نہیں تو ان پر واجب ہو گی۔[28]

مسئلہ: شرائط کا پورے وقت پایا جانا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے لیے جو وقت مقرر ہے اس کے کسی حصے میں پایا جانا وجوب کے لیے کافی ہے۔ مثلاً ایک شخص ابتدائے وقت میں کافر تھا اور پھر مسلمان ہو گیا اور قربانی کا وقت باقی ہے، اس پر قربانی واجب ہے جبکہ دوسری شرائط بھی پائی جائیں۔ اسی طرح اگر غلام تھا اور آزاد ہو گیا اس کے لیے بھی یہی حکم ہے، یوں ہی اول وقت میں مسافر تھا اور اثنائے وقت میں مقیم ہو گیا اس پر بھی قربانی واجب ہو گئی یا فقیر تھا وقت کے اندر مالدار ہو گیا اس پر بھی قربانی واجب ہے۔[29]

مسئلہ: قربانی واجب ہونے کا سبب وقت ہے، جب وہ وقت آیا اور شرائط وجوب پائے گئے

(27) کتب فقہ
(28) ردالمختار
(29) عالمگیری

قربانی واجب ہو گئی اور اس کا رکن ان مخصوص جانوروں میں سے کسی کو قربانی کی نیت سے ذبح کرنا ہے۔ قربانی کی نیت سے دوسرے جانور مثلاً مرغ کو ذبح کرنا جائز نہیں۔[30]

مسئلہ: جو شخص دوسو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دوسو درہم ہو وہ غنی ہے اور اس پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور امور خانہ داری کے سامان جن کی حاجت ہو وار سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے، ان کے سوا جو چیزیں ہیں وہ حاجت سے زائد ہیں۔(31)

قربانی کرنے والے کی شرائط

(1) قربانی کی نیت کرنا: نیت کے بغیر قربانی جائز نہیں ہوتی کیونکہ بعض اوقات گرشت کے لیے بھی جانور ذبح کیا جاتا ہے اور بعض اوقات رضائے خداوندی کے لیے۔ قربانی کے لیے دل سے نیت کرنا کافی ہے اور زبان سے کچھ کینا ضروری نہیں ہے۔

(2) حصہ داروں کا تعین: جس قربانی میں حصہ داروں کی گنجائش ہو وہاں کوئی ایسا شخص حصہ دار نہ بنایا جائے۔ جو سرے سے ہی خداوندی کی نیت نہ رکھتا ہو۔ یہی حکم قربانی کے علاوہ دوسرے نیکی کے کاموں کا ہے۔ اگر قربانی کرنے والے کے ساتھ باقی چھ میں کوئی نصرانی گوشت کے ارادے سے شریک ہو تو کسی کی قربانی صحیح نہیں ہو گی۔

(3) وقت ذبح اجازے دینا: قربانی کرتے قوت ذبح کندہ کوئی اور ہو تو جب تک ذبح کرنے والے کی جانب سے اجازت نہ ہو تو قربانی جائز نہ ہو گی۔

(30) ردالمختار

(31) بہار شریعت

حضور اکرم ﷺ سے اس بکری کے بارے میں پوچھا گیا جسے ایک عورت نے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کر دیا تھا تو حضور ﷺ نے اسے کھانے سے منع فرمادیا لیکن فرمایا اسے قیدیوں کو کھلا دو۔[32]

قربانی کے لیے کس قسم کا جانور ہونا ضروری ہے

(1) قربانی کے جانور کا واضح عیب سے پاک ہونا ضروری ہے اندھا، کانا، لنگڑا، اتنا کمزور جانور جس میں گوشت برائے نام ہو یا جڑ سے کٹے ہوئے کان یا دم کٹے وغیرہ کی قربانی کرنا جائز نہیں۔

(2) جس جانور کے دانت نہ ہوں اگر وہ چارہ کھالیتا ہے تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔

(3) جانور مجنون ہو گیا ہو تو اگر وہ چارہ کھا سکتا ہے تو قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔ خارش زدہ جانور اگر فربہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(4) جس جانور کی زبان کٹی ہوئی ہو اور وہ چارہ کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے ورنہ نہیں۔

(5) جس جانور کی چار ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

(6) شریعت کا یہ قاعدہ ہے جو عیب کسی فائدہ کو بلکل ختم کر دے یا خوبصورتی کو ضائع کر دے اس کی قربانی جائز نہیں اور جو عیب اس سے کم درجہ کا ہو اس کی وجہ سے قربانی ممنوع نہیں۔

(7) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو، لنگڑا ہونا ظاہر ہو اور بوڑھا جس کی ہڈیوں میں گودھا نہ ہو۔[33]

ذبح کا مسنون طریقہ

ذبح حیوان ایسے معمولی امور میں سے نہیں ہے کہ انسان اپنی آسانی کے لیے جس طرح چاہے انجام دے اور وہ کسی اصول و قوانین کا پابند نہ ہو بلکہ ان امور کے لیے قرآن و سنت میں

---

(32) شوکانی، نیل الاوطار، ابواب الصید، باب مایجوز فیه اقتناء الکلب، 19:18

(33) ابوداؤد، السنن، کتاب الضحایا، باب مایکرہ من الضحایا، 3:9، رقم: 2802

بیان کردہ احکام کی پابندی کرنا ایک مسلمان کے لیے لازم ولابدی قرار دیاہے۔ آداب ذبح یہ ہیں کہ جانور کو آسانی سے بائیں کروٹ لٹائے ذبح کرنے والے اور جانور کا چہرا قبلہ رخ ہو فقط تین پاؤں باندھے دائیں ہاتھ سے ذبح کرے چھری کو پہلے تیز کرلے اور چھری چلانے میں نہایت جلدی کرے۔ گردن کو اس کی ابتداء سے لے کر سینے کی ابتداء تک کسی طرح اس جگہ کاٹا جائے کہ گردن کی چار رگیں کٹ جائیں۔ وہ شہ رگیں تیسرے نرخرہ اور چوتھی خوراک کی نالی۔ انچاروں میں سے تین رگیں کٹ جائیں تو بھی جانور حالالاہو جاتاہے۔ یہ چار رگیں مندرجہ ذیل ہیں:

(1) حلقوم: یہ وہ رگت ہے جس سے سانس آتی ہے اسے نرخرہ بھی کہتے ہیں۔

(2) مری: جس سے خوراک نیچے اترتی ہے۔

(4،3) دوجین: حلقوم اور مری کے دونوں طرف ایک ایک رگ ہے جنہیں شہ رگ بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں رگوں میں خون گردش کرتاہے۔(34)

جانور کو ذبح کرنے کا مقام سینے کے اوپر والے حصے سے دونوں جبڑوں تک ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: دو جبڑوں اور سینہ کے بالائی حصہ کے درمیانی جگہ کو کاٹنا ذبح ہے۔ اگر اونٹ، گائے یا بکری کی گردن یہاں تک کاٹی کہ اس کو علحیدہ کر دیا اگر ایسا کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا اس پر حلق کی جانب سے وار کیا تو ذبیحہ کہا جائے گا لیکن ایسا طریقہ ذبح اختیار کرنا غلط ہے۔(35)

حضور نبی اکرم ﷺ نے شیطانی طریقے سے جانور ذبح کرنے سے منع فرمایاہے۔ زاد بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں فرماتے ہیں: کہ شیطانی طریقہ سے ذبح کرنا یہ ہے کہ کھال تو کاٹ دی جائے رگوں کو نہ کاٹا جائے پھر اسے (تکلیف میں) تڑپتا چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔(36)

(34) فتاویٰ عالمگیری، ج-8، ص:433

(35) الدراية في تخريج احاديث الهديه، 2:207، رقم:903

(36) ابن ابی داؤد، السنن، کتاب الصحايا، باب في المبالغة في الذبح، 3، 18، رقم:2826

ذبح کے وقت کی دعا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن دو مینڈھے قربان کیے اور انہیں قبلہ رخ کر کے یہ دعا پڑھی:

انی وجهت وجهي للذی فطر السموات والارض حنيفاً وما أنا من المشركين، انا صلاتی و نسكی ومحياى ومماتی لله رب العالمين، لاشريك له وبذلك امرت وأنا اول المسلمين، اللهم منك.(37)

ترجمہ: میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف پھیرا جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا۔ اس حال میں کہ میں حنیف ہوں اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ جو رب العالمین ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اس کا حکم ملا ہے اور می مسلمانوں میں سے پہلا ہوں۔ اے اللہ! میں تیرے نام سے شروع کرتا ہوں۔

ذبح کے وت یہ جملہ کہنا مکروہ ہے اے اللہ اسے فلاں کی جانب سے قبول فرما یہ جملہ ذبح سے قبل یا فراغت کے بعد کہنا چاہیے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دو موقعوں پر میرا ذکر نہ کیا جائے۔ چھینک کے وقت اور ذبح کے قوت۔(38)

زبح کرنے کے بعد کی دعا

اللهم تقبل منى كما تقبلت من ابراهيم خليك و محمد عبدك ورسولك عليها السلام.

ترجمہ: اے اللہ! تو اس قربانی کو میری جانب سے قبول فرما جس طرح تو نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب محمد ﷺ کی قربانی قبول فرمائی۔ دونوں پر درود و سلام ہو۔

(37) ابن ماجه، السنن، كتاب الاضاحی، باب اضاحی رسول الله ﷺ، 3:530، رقم: 3121
(38) ابن قدامه، المغنی، كتاب الصيد والذبائح، 8:541

قربانی کے جانور میں حصہ داری کے احکام

(1) قربانی کا جانور اگر بھیڑ یا بکری ہو تو اسے قربانی میں صرف ایک شخص کی جانب سے پیش کیا جا سکتا ہے خواہ وہ جانور دیکھنے میں دو بکریوں جیسا موٹا تازہ ہو کیوں نہ ہو جبکہ ایک گائے یا اونٹ سات آدمیوں کے لیے کفایت کرتا ہے وہ اس سے زیادہ کی طرف سے جائز نہیں ہے۔(39)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فائدہ حاصل کرتے اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کرتے اور اونٹ ذبح کرتے تو سات افراد اس قربانی میں شریک ہو جاتے۔

(3) اگر کسی شخص نے اپنی قربانی کے لیے گائے خریدی پھر اس میں چھ آدمیوں کو شریک کر لیا تو ان سب کی طرف سے قربانی تو ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے اگر خریدنے سے پہلے ہی شرکت کر لی جائے تو یہ سب بہتر ہے۔(40)

قرض دار کے لیے قربانی کا حکم

کسی شخص پر واجب الادا قرض ہے اس کی ملکیت سے قرض کی مقدار ادا کر دی جائے جس کے بعد وہ صاحب نصاب نہیں رہتا تو اس پر قربانی واجب نہیں ہو گی۔ اگر کسی شخص کے پاس مال موجود نہیں اور قربانی کے دن گزر جانے کے بعد اسے مال وصول ہو گیا تو اس شخص پر قربانی واجب نہیں۔ اگر اس قدر قرضہ ہو کہ اگر مال موجود قرضہ میں صرف کیا جائے تو نصاب پورا نہ رہے کم ہو جائے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہو گی۔(41)

(39) ابوداؤد، السنن، کتاب الضحایا، باب البقر و الجزوعن کم تجزی، 3:11، رقم:2807

(40) ھسکفی، درمختار، کتاب الضحیۃ، 4:201

(41) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الضحیۃ، 4:445

عورت کے لیے قربانی کا حکم

صاحب نساب عورت پر قربانی اسی طرح واجب ہے جس طرح صاحب نساب مرد پر واجب ہے۔ کسی عورت کو مہر سے حاصل شدہ مال کی وجہ سے صاحب نساب نہیں مانا جائے گا لیکن اگر عورت کے پاس مہر کے علاوہ بقدر نصاب مال موجود ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔

بالغ اولاد کی طرف سے قربانی

اگر کسی شخص نے بالغ بیٹوں اور بیوی کی اجازت کے بغیر قربانی کر دی تو ان کی طرف سے قربانی نہیں ہو گی اسی طرح اگر چہ نابالغ کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں ہے مگر کر دینا بہتر ہے۔ کسی شخص پر لازم نہیں کہ اپنی بالغ اولاد کی طرف سے یا اپنی جوروں کی طرف سے قربانی کرے لیکن اگر ان میں سے کسی نے اسے اذن دیا ہو تو قربانی کر دے ایسا کرنا جائز ہے۔ نابالغ فرزند کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں مستحب ہے۔[42]

قربانی کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

قربانی کرنے والے کے لیے مستحب یہ ہے کہ عید کے دن قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے بلکہ قربانی ہی کے گوشت میں سے کھانے کا اہتمام کرے مگر یہ روزہ نہیں ہو گا نہ ہی اس دن روزہ کی نیت کرنا جائز ہے کیونکہ عید کے تین دن روزے رکھنا حرام ہے۔ البتہ پہلی سے نویں تک کے روزے بہت افضل ہیں۔ اور سب نفلی روزوں میں بہتر روزہ عرفہ (نویں ذی الحجہ) کے دن کا روزہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن دنوں میں رب کی عبادت کی جاتی ہے ان میں سے کوئی دن عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں ان میں سے ہر دن کا روزہ سال کے روزوں اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔[43]

---

(42) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الضحیۃ، 4:447

(43) ترمذی، ابواب الصوم، باب ماجاء فی العمل ایام العشر، 122، رقم: 758

قربانی کا گوشت کھانے کے احکام

جمہور فقہاء کرام کا اس پر اجمع ہے کہ قربانی کے گوشت کو جمع کرنا اور تین دن کے بعد اس کو کھانا جائز ہے۔ معمول کے حالات میں گوشت جمع کر کے رکھ لینا بھی جائز ہے اور تین دن کے بعد اس کو کھانا بھی جائز ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عید الاضحیٰ کے موقع پر دیہات سے کچھ لوگ آئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم تین دن تک گوشت جمع کرو اس کے بعد جو باقی بچے اس کو صدقہ کر دو، اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لوگ اپنی قرانی (کی کھالوں) سے مشکیں بناتے تھے اور اس ق (قربانی) کی چربی رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اب کیا ہوا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمادیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم ان محتاجوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اس قوت آئے تھے۔ اب قربانیوں کو کھاؤ، جمع کرو اور صدقہ کرو۔(44)

قربانی کا جانور مر جانے کی صورت میں حکم

اس صورت میں اس کی مثال یوں ہے کہ چار آدمیوں نے چار بکریاں قربانی کے لیے خریدیں یعنی ہر ایک نے ایک ایک بکری خریدی جن کا رنگ اور حلیہ یکساں تھا پھر انہوں نے ایک جگہ بند کر دیا پھر صبح اٹھ کر دیکھا تو ان میں سے ایک بکری مر گئی تھی۔ یکساں مشابہت کی وجہ سے انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کس کی بکری مر گئی۔ اس صورت میں حکم یہ ہے کہ تمام بکریاں فروخت کر دی جائیں اور وصول شدہ رقم سے دوبارہ چار بکریاں خریدی جائیں پھر ہر شخص رضامندی سے دوسرے کو ذبح کرنے کی اجازت دے۔(45)

---

(44) مسلم، الصحیح، کتاب الاضاحی، بیان ما کان من النبی عن اکل نحوم الاضاحی بعد ثلاث فی اول الاسلام، 3:1561، رقم: 1971

(45) فتاویٰ عالمگیری، کتاب الاضحیہ، 476:6

قربانی کے لیے خریدہ ہوا جانور مر گیا، خریدار اگر خوشحال ہو تو اس پر دوسری قربانی واجب ہے جبکہ فقیر پر کچھ واجب نہیں ہے۔ اور اگر جانور گم یا چوری ہو جائے تو دوسرا جانور خریدنے کی استطاعت رکھتا ہو تو خرید کر قربانی کرے اور اگر قربانی کے ایامیں پہلا جانور مل جائے تو خوشحال شخص دونوں کی قربانی کرے جبکہ تونگر کو اختیار ہے کہ دوسرے جانور کو فروخت کر دے۔(46)

قربانی کی استطاعت نہ رکھنے والے کے لیے حکم

جو شخص قربانی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ اپنے بال نہ کٹوائے اور ناخن نہ ترشوائے تو اسے قربانی کے عمل کا ثواب ملے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ایک شخص عرض گزار ہوا کہ اگر مجھے کچھ میسر نہ آئے تو سوائے اس اونٹنی اور بکری وغیرہ کے جو دودھ پینے کے لیے عاریتاً یا کرائے پر ملی ہو تو کیا اسی کی قربانی پیش کر دوں؟ فرمایا: نہیں لیکن تم اپنے بال کتراؤ، ناخن کاٹو، مونچھیں پست کرو اور موئے زیر ناف صاف کرو اللہ کے نزدیک بس یہی تمہاری قربانی ہے۔(47)

گوشت کی تقسیم کے مسائل

قربانی کا گوشت ایک طرح کا صدقہ ہے جس طرح لوگ قربانی کے علاوہ جانور ذبح کرتے ہیں جس سے وہ غریبوں اور اپنے اعزہ و اقارب کی ضیافت و دعوت کرتے ہیں، گھر میں پکاتے ہیں اگر قربانی کا گوشت خالصتاً صدقہ ہوتا تو پھر سارے کا سارا غریبوں میں تقسیم کرنے کا حکم آتا مگر قربانی کی تقسیم کا مسنون طریقہ اس طرح ہے۔

(1) ایک حصہ غریبوں میں بانٹا جائے۔

(2) حصہ اعزہ و اقارب میں دیا جائے۔

(3) تیسرا حصہ اپنے گھر میں رکھا جائے۔(48)

---

(46)فتاویٰ شامی، ج-9، ص:462

(47)ابوداؤ، السنن، کتاب الضحایا، باب ماجاء فی ایجاب الاضاحی، 3:3، رقم:2789

(48) الکاسانی، بدائع الصنائع، 5:191

عید الاضحیٰ کا دن قربانیوں کے گوشت کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت اور مہمان نوازی کا دن ہے لہٰذا اس دن بلا تفریق سب کو اس میں شامل کرنا چاہیے کونکہ ان ایام میں امراء و غرباء دونوں طبقے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں۔

بصورتِ دیگر خاندان کے افراد زیادہ ہوں تو ایک حصہ غریبوں اور محتاجوں کو دینے کے بعد دو حصے بھی گھر رکھے جاسکتے ہیں لیکن اگر کنبہ بہت بڑا ہے تو سارے کا سارا گوشت بھی استعمال میں لایا جاسکتا ہے کیونکہ قربانی کا مقصود صرف گوشت کی تقسیم نہیں بلکہ تقرب الٰہی کے لیے خون بہانا ہے۔ گائے کی قربانی میں حصہ داری کی صورت میں گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ محض اندازے سے تقسیم نہ کیا جائے ہو سکتا ہے کہ کسی کو زائد یا کم ملے اور یہ ناجائز ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆